احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار 12 مئی 2003ء

روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 12 مئی 2003ء 9 ربیع الاول 1424 ہجری-12 ہجرت 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 104

کیا تجھے پسند نہیں

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار مجھ سے فرمایا:-

اے ابن خطاب کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ قیصر و کسریٰ کو اس دنیا کی دولتیں دے دی جائیں اور ہمیں آخرت کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا جائے-

میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ- مجھے یہی پسند ہے-

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ضجاع آل محمدؐ)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اخلاق فاضلہ

دنیا میں آنحضرتؐ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہو گئے ہوں- کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے- سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا- نہ کوئی عمارت بنائی- نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی- بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی- اپنی ساری عمر بسر کی- بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی- اور وہ جو دلآزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی- سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا- اور کھانے کے لئے نانِ جَو یا فاقہ اختیار کیا- دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا- اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا- اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے- بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا- اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلے پر معرکہ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا- خالصاً خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی- غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہیں- وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہو گی-

(براہین احمدیہ- روحانی خزائن جلد نمبر 1 ص 289)

دورد شریف پڑھنے کا صحیح طریق

حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک رفیق کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:-

''آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں یہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے پاک ہو جائے- اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے- مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں- نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسولؐ مقبول کیلئے برکات الٰہی مانگتے ہیں- بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے- کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے- کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کر سکے- کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا- یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے- جو اس سے ترقی کرے گا-......

تو درود شریف...... اس غرض سے پڑھنا چاہئے- کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا دے- اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے- یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہئے- جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے- بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجاء کی جائے- اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے- کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہو گا- یا یہ درجہ ملے گا- بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے- کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول ﷺ پر نازل ہوں- اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے- اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت ہونا چاہئے- اور دن رات دوام توجہ چاہئے- یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو-

پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا- تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے- اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے-

اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے- کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص 12، 13)

تاریخ احمدیت

منزل بہ منزل

دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

مرتبہ ابن رشید

1983ء (1)

2 جنوری جاپان کا تیسرا سالانہ جلسہ ٹوکیو میں ہوا۔ نیز پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام۔

6 تا 8 جنوری جلسہ سالانہ غانا حاضری 30 ہزار۔ 7 لاکھ سیڈیز کی مالی قربانی کی گئی۔

9,8 جنوری کیرالہ بھارت میں صوبائی کانفرنس۔

13 جنوری صدر مملکت سپین نے بیت بشارت سپین کے افتتاح پر مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب کو مبارکباد کا خط تحریر کیا۔

13 تا 19 جنوری حضور کا سفر لاہور۔ رستہ میں شیخوپورہ میں مجلس سوال و جواب۔ لاہور میں 5 ہزار سے زائد مہمانوں سے گفتگو۔

15 جنوری ہلٹن ہوٹل لاہور میں حضور کے اعزاز میں استقبالیہ۔ حضور کا خطاب۔

15 تا 17 جنوری لجنہ انڈونیشیا کا سالانہ اجتماع۔ 80 مجالس کی 500 خواتین کی شرکت۔

17 جنوری چک R-184/7 ضلع بہاولنگر میں احمدیہ لائبریری کا افتتاح ہوا۔

28 جنوری حضور نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی منظم تحریک کا آغاز فرمایا پھر آپ نے دعوت الی اللہ کے موضوع پر خطبات کا ایک سلسلہ شروع فرمایا۔ ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کا ارشاد۔

28 جنوری میڈرڈ یونیورسٹی نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔

4 تا 6 فروری سیرالیون کا 33 واں جلسہ سالانہ 6 افراد نے بیعت کی۔

11 فروری تا یکم مارچ حضور کا دورہ سندھ و کراچی

11 فروری حضور کی ربوہ سے لاہور روانگی۔

12 فروری حضور کی لاہور سے کراچی آمد اور مجلس عرفان

13 فروری جماعت کراچی اور ذیلی تنظیموں کی مجالس اور انجینئرز ایسوسی ایشن کے مشترکہ اجلاس سے حضور کا خطاب۔

14 فروری کراچی میں لجنہ کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب۔

14 تا 16 فروری سیرالیون کا 33 واں جلسہ سالانہ۔

17 فروری محمد اسلم قریشی نامی شخص معراجکے ضلع سیالکوٹ سے لاپتہ ہوگیا۔ اس کے قتل کا جھوٹا الزام جماعت احمدیہ اور اس کے سربراہ پر لگایا گیا اور ظالمانہ قوانین جاری کئے گئے مگر یہ شخص 1988ء میں ظاہر ہوگیا۔

19 تا 25 فروری حضور کراچی سے ناصر آباد سندھ تشریف لے گئے۔

26 فروری حضور ناصر آباد سے کراچی تشریف لے گئے۔

27,26 فروری تیسرا آل پاکستان اتھلیٹکس ٹورنامنٹ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔

فروری دین حق پر اعتراضوں کے جواب دینے کے لئے حضور کی تحریک پر فروری 83ء تک 5 ممالک کے 69 افراد نے اپنی خدمات پیش کیں۔

یکم مارچ حضور کی کراچی سے لاہور اور پھر ربوہ آمد۔

2 مارچ مدراس بھارت کی طرف سے گورنر تامل ناڈو کو احمدیہ لٹریچر کی پیشکش۔

دعوت الی اللہ کے سنہری گر (75)

پر حکمت نصائح ایمان افروز واقعات

مرتبہ: عبدالستار خان صاحب

دل کی کھڑکیاں کھل گئیں

محترم خواجہ کمال الدین صاحب بانی ووکنگ مشن لنڈن (متوفی 28 دسمبر 1932ء) کی بیعت کے پرکیف واقعہ سے ''براہین احمدیہ'' کی زبردست اعجازی قوتوں اور کرشمہ سازیوں کی ایک تاریخی اور علمی جھلک خوب نمایاں ہوتی ہے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں۔

''خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم لاہور کے رہنے والے تھے' بی اے' ایل ایل بی تھے' نئی روشنی کے تعلیم یافتہ تھے اس لئے دماغ میں دنیا کی ترقیات کی تمناؤں میں مذہب کو کہیں قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی' مثل ہے' جوانی دیوانی' خواجہ صاحب پر اس دیوانی کا بھی اثر تھا' یہاں تک کہ آزادروی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ کچھ تو مشن کالج کے مشہور پادری پرنسپل ڈاکٹر یوانگ اور ان کے ہم مشربوں کا اثر اور کچھ طبیعت کی معقول پسندی نے یہ خیال دماغ پر مستولی کر دیا کہ جب دنیا ہی مقصود خاطر ہے اور مذہب ایک لغویت ہے تو پھر کیوں نہ عیسائی مذہب اختیار کیا جائے جس کے پیروؤں کی وجاہت و حکومت اور جس کی سوسائٹی کا تعیش و تنعم آج اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ جب پادری یوانگ اور دوسرے پادر کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اور بھی ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے اور اب یہ عالم ہوا کہ ڈاکٹر یوانگ اور پادریوں کی دعوتیں خواجہ صاحب کے گھر ہوتی تھیں اور خواجہ صاحب دن رات ان کے ہاں مدعو رہتے تھے اور بائبل کے تبلیغی جلسوں اور محفلوں میں عیسائیت کی تائید کرنا خواجہ صاحب کا کام تھا جہاں کوئی اور متنازعہ امر درمیان میں آیا اور کسی نے پادریوں پر اعتراض کیا اور ڈاکٹر یوانگ نے خواجہ صاحب کو مخاطب کیا اور یہ فوراً تصدیق و تائید کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اب یہ ہوا کہ باقاعدہ بپتسمہ لینے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

ادھر جناب الٰہی کی رحمت نے دستگیری کی تیاری شروع کر دی' حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی کتاب براہین احمدیہ خواجہ صاحب کے ہاتھ پڑ گئی' کس طرح ان تک پہنچی مجھے علم نہیں مگر کتاب پہنچی اور خواجہ صاحب نے پڑھی' خدا جانے کیا اثر قلب پر پڑا دنیا ہیچ نظر آنے لگی اور خدا کی معرفت کی روشنی کے لئے دل کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ جس آگ کے گڑھے میں گرنے کی تیاریاں کر رہے تھے وہ اب صاف عیاں نظر آنے لگا۔ اپنے انجام کا سوچ کر کانپ اٹھے اپنی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں سے توبہ کی۔

پادری یوانگ کی محفل میں جو آج جانا ہوا تو وہ حسب معمول اپنی تبلیغی مجلس میں عیسائیت کو پیش کر کے خواجہ صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ کیوں خواجہ صاحب میں نے ٹھیک کہا؟ انہوں نے بیٹھے بیٹھے اس خیال کی ایسی تردید کی کہ پادری حیران رہ گیا۔ جلدی سے کہنے لگا۔ خیر خیر خواجہ صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کے بعد فوراً مجلس برخاست کر دی اور علیحدہ لے جا کر ان سے سبب پوچھا کہ آج آپ نے عجیب طرح کے خیالات کا اظہار کیا' خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ''بات یہ ہے کہ میرا مذہب اب تک فقط دنیا طلبی تھا اور اس کے لئے عیسائیت سے بڑھ کر مجھے کوئی مذہب نظر نہیں آیا تھا اس لئے میں عیسائی ہونے کے لئے تیار تھا لیکن میں نے ایک مرد خدا کی کتاب پڑھی ہے اس نے مجھے دنیا ہیچ نظر آنے لگی ہے اور اس کتاب نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ دین (-) کے سوا آج کوئی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہی نہیں کیونکہ صرف وہی ایک مذہب ہے جو خدا تک آج بھی بندہ کو پہنچاتا ہے اور یہی مذہب کی غرض و غایت ہو سکتی ہے۔ پس میں اس کتاب کو جس کا نام براہین احمدیہ ہے پڑھ کر نئے سرے سے (احمدی) ہوا ہوں اور یہ وہ (دین) ہے جو ماں باپ کے گھر سے نہیں بلکہ علم و حکمت کے در سے مجھے ملا ہے اس لئے میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔

براہین احمدیہ اور حضرت مرزا غلام احمد کا نام نامی کفر کے لئے موت کی گھنٹی تھی' پادری اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور ان کا یہ شکار ہاتھ سے نکل گیا لیکن بایں ہمہ ابھی خواجہ صاحب کے دل میں طرح طرح کے وساوس موجزن تھے' اور بداعمالیوں اور بگڑی ہوئی عادتوں کو چھوڑنا آسان کام نہ تھا۔

حضرت مسیح موعود قادیان سے ملتان تشریف لے جا رہے تھے۔ امرتسر کے سٹیشن پر خواجہ صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت نے خلاف معمول خواجہ کو زور سے سینہ سے لگایا اور بیعت بھی لی' یہ غالباً 1893ء کا واقعہ ہے۔

خواجہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت کے سینے سے لگتے ہی میرے دل کو ایک عجیب ٹھنڈک اور سکون حاصل ہوا اور وساوس تو سینے یوں دھل گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں اور دل یقین اور معرفت کی لذت سے بھر گیا اور ہر ایک بری بات سے یک قلم نفرت ہوگئی اور وہ ٹھنڈک مہینوں مجھے قلب میں محسوس ہوتی رہی اور عبادت کا وہ ذوق و شوق پیدا ہوگیا کہ شب بیداری' تہجد اور نمازوں میں خشوع و خضوع کا وہ عالم ہوا کہ کسی طرح ان چیزوں سے سیری ہی نہ ہوتی تھی' غرضیکہ تقویٰ اور عبادت کا ایسا رنگ غالب ہوا کہ ہم نشینوں کو حیرت ہوگئی' صحیح راستے پر لگنے سے دماغ کے فطری جوہر بھی کھلنے لگے۔

(تذکرہ انصار احمدیہ حصہ اول ص 64 ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

پبلشر آغا سیف اللہ' پرنٹر قاضی منیر احمد) مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

غزوات النبیؐ میں خلق عظیم

تقریر جلسہ سالانہ 1980ء

جنگ احزاب آزمائشوں کی ایک کڑی تھی جس میں آپؐ کے بلند اخلاق بشدت آزمائے گئے

غزوہ احزاب کے موقع پر آنحضرتؐ کے عظیم الشان اخلاق کا ظہور

شدید مشقت اور فاقہ کشی کے عالم میں آپؐ اور جانثار صحابہؓ نے 21 دن تک خندق کھودی

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

قسط سوم

غنیم کی آمد اور محاصرہ

شدید تکلیفوں کا یہ دور جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ تو ابھی آغاز کی باتیں تھیں اور آئندہ سخت تر پیش آنے والی تکالیف کے لئے گویا تیاری کا زمانہ تھا- یہ محض تصرف الٰہی تھا کہ خندق کی تکمیل سے پہلے دشمن وہاں نہیں پہنچ سکا لیکن جونہی خندق مکمل ہوئی مختلف سمتوں سے بیابانی غولوں کی طرح دشمن کے دستے مدینے کے شمال اور مشرق اور جنوب میں اترنے شروع ہوئے- ان میں کفار مکہ بھی تھے- جن کے سینوں میں حسد کی آگ بھڑک رہی تھی اور بنونضیر بھی جو اپنی شرمناک جلاوطنی کی بناء پر انتقام کی آگ میں جل رہے تھے- اور ان دونوں دشمنوں کے حلیف وہ متعدد بدو قبائل تھے جو اپنی وحشت اور جاہلیت اور بربریت میں شہرت یافتہ تھے اور تہذیب اور انسانیت اور شرافت اور عفو سے عاری بھوکے صحرائی بھیڑیوں کی طرح حملہ کرنا ان کی سرشت میں داخل تھا-

یہ سب غول بیابانی ہولناک کالی گھٹاؤں کی طرح امڈ کر آئے اور مدینہ کے مشرقی افق کو شمال تا جنوب تاریک کر دیا- یہ گھٹا ایسی تھی جس میں ظلمتیں بھی تھیں اور رعد و برق کے کڑکے بھی لیکن رحمت کے پانی کی کوئی بوند نام کو نہ تھی-

اواخر فروری میں اس لشکر جرار نے جس کی تعداد بارہ سو مسلمان مجاہدین کے مقابل پر کم و بیش بیس پچیس ہزار تھی' مدینے کو مشرقی جانب سے شمال تا جنوب اپنے گھیرے میں لے لیا- یہ لشکر تین فوجوں میں بٹا ہوا تھا- لشکر کا ایک حصہ جو بنو غطفان پر مشتمل تھا عیینہ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں تھا- لشکر کا دوسرا حصہ جو بنو اسد پر مشتمل تھا کی کمان طلحہ کر رہا تھا اور لشکر کا تیسرا حصہ جو قریش کے قبائل پر مشتمل تھا اس کی کمان ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی جو سالار اعظم بھی تھا-

جب سرداران لشکر نے مسلمانوں کے اور اپنے درمیان خندق کو حائل دیکھا تو ایک ایسی جنگی حکمت عملی اختیار کی جو مسلمانوں کے لئے انتہائی پریشان کن اور اعصاب شکن بن گئی اور لمبے عرصہ تک کسی بھی فوج کے لئے اسے برداشت کرنا ممکن نہ تھا- مسلمان چونکہ سخت تھکے ہوئے' کم تعداد اور فاقوں کے ستائے ہوئے تھے اس لئے کفار مکہ نے موقعہ محل کے مطابق جو جنگی منصوبہ بنایا اس کے خدوخال یہ تھے:-

اول- جب تک فاقوں سے تنگ آ کر مسلمان یا مر نہ جائیں یا ہتھیار نہ ڈال دیں محاصرہ قائم رکھا جائے-

دوم- خندق کے کمزور حصوں کی نشاندہی کر کے مسلسل ان پر حملے کئے جائیں تا کہ اگر کسی جگہ سے خندق کو پاٹا جا سکے تو عام ہلہ بولنے کے لئے راستہ صاف ہو جائے گا-

سوم- بہترین سواروں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں خندق کے تنگ حصوں کو پھلانگ کر مسلمانوں کی چوکیوں پر حملے کرتی رہیں-

چہارم- مختلف وقتوں میں مختلف سمتوں سے ہونے والے یہ حملے دن کے علاوہ رات کو بھی جاری رکھے جائیں تا کہ مسلمانوں کو کسی وقت بھی چین نصیب نہ ہو-

پنجم- اپنے ایجنٹوں اور منافقوں کے ذریعہ ان میں انتہائی حوصلہ شکن باتیں پھیلائی جائیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہ زہریلا پروپیگنڈا کیا جائے کہ فتح و نصرت اور غلبہ کے جو وعدے تم سے کرتا رہا ہے سب جھوٹے ہیں- عرب کے چند قبائل کے مقابلہ کی تو طاقت نہیں اور سلطنت روما اور ایران کی فتوحات کی باتیں کر رہا ہے- یہ ففتھ کالم پروپیگنڈا جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ملتا ہے- جنگ عظیم ثانی کے نازی طریق جنگ سے بہت ملتا جلتا تھا- اور بلاشبہ کسی دشمن کی کمر توڑنے کے لئے اس سے زیادہ زبردست حربہ نہیں سوچا جا سکتا ہتھیار کیسے ہی کیوں نہ ہوں اگر ہمت ہی کی کمر ٹوٹ جائے تو سپاہی لڑ نہیں سکتا-

اس لئے کسی حملہ آور کے لئے اس سے بہتر اور کیا طریق جنگ ہو سکتا ہے کہ لڑائی کے بغیر ہی دشمن کو زیر کر لیا جائے-

ششم- یہ کہ یہودی قبیلہ- بنو قریظہ سے سازباز کی جائے کہ وہ مسلمانوں سے اپنے عہد و پیمان توڑ دیں اور جب کفار کا لشکر ایک عام یلغار کرے تو یہودی مسلمانوں کی پشت پر سے حملہ آور ہوں-

آنحضورؐ کی صداقت کا ایک روشن ثبوت

عرب سرداران نے اس خطرناک سکیم پر آغاز ہی سے عمل شروع کر دیا- جس سے مسلمان مجاہدین کی مشکلات اور تکالیف میں بے پناہ اضافہ ہو گیا اور سب سے زیادہ ان مصائب کا اثر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر پڑا- حیرت ہوتی ہے کہ بظاہر اس ناممکن بوجھ کو آپؐ نے کیسے اٹھائے رکھا اور کیوں آپؐ کے پائے عزم و ثبات میں ایک ادنیٰ سی لغزش بھی نہ آئی- آپؐ کی بے مثل قوت کا راز دراصل تعلق باللہ اور دعاؤں میں تھا- آپ مسلسل دردناک دعاؤں کے ذریعہ اپنے رب کے حضور گریہ وزاری کرتے رہے اور اسی سے مدد مانگتے رہے- بظاہر امید کی کوئی بھی تو کرن دکھائی نہ دیتی تھی اور دنیا کے پیمانوں سے جانچا جائے تو ایک ہی دن میں سارا لشکر اسلام مایوسی کا شکار ہو جانا چاہئے تھا- جس لشکر کے آب و دانہ کی یہ کیفیت ہو کہ دشمن کے محاصرہ سے پہلے ہی تہی دامن اور فاقہ مست ہو چکا ہو ایسے قوی اور ہولناک محاصرے کے وقت اس کی کیا حالت ہو سکتی ہے- پھر منافقین کا باتیں بنانا اور طعن و تشنیع کی چھریاں چلانا اور کمزور ایمان والوں کی یہ حالت کہ خوف و ہراس سے آنکھیں پتھرا رہی ہوں اور موت کی سی غشی طاری ہو' یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم اور آپؐ کا صبر ہی تو تھا جو ایسے مومنوں کی ڈھارس بنا ہوا تھا اور یہ آنحضورؐ کی صداقت پر غیر متزلزل ایمان ہی تو تھا جس سے وہ زندگی کی قوت پا رہے تھے- ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے کبھی کسی نبی کی صداقت پر ایمان لانا ایسا دشوار نہیں ہوا جیسا احزاب کے پرخطر ایام میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقت پر ایمان لانا تھا- اور کبھی کسی نبی کی صداقت کو ایسا امتحان پیش نہیں آیا جیسا آنحضورؐ کی صداقت کو احزاب کے پرستم ایام میں- کیا پہلے بھی کبھی آسمان کی آنکھ نے ایسا حیرت انگیز نظارہ دیکھا تھا کہ چند نحیف و نزار فاقہ کش درویشوں کے درمیان جو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوں- ان کا نبی ان سے شرق و غرب' شمال و جنوب کی فتوحات کے وعدے کر رہا ہو اور سننے والوں کے دل حیرت و استعجاب میں ڈوب جانے اور بے یقینی اور بے اطمینانی کا شکار ہونے کی بجائے یقین اور ایمان میں پہلے سے بھی بڑھ جائیں- وہ پہلے سے بڑھ کر اپنے آقا کی صداقت کے قائل ہو جائیں اور ایسے پرجوش نعرہ ہائے تکبیر سے اس کی صداقت کی گواہی دیں کہ عرش کے کنگرے بھی لرزنے لگیں-

مومنوں کی اس عجیب جماعت کو ہم کیا نام دیں اور کس لقب سے پکاریں- کیا وہ ایک دیوانوں کی جماعت تھی یا حد سے بڑھے ہوئے عشاق کا ایک گروہ یا مئے عرفان و ایمان میں مست ہوش و خرد سے بے نیاز لافانی لوگ تھے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس عالم بقا میں بستے تھے-

میں تو کہتا ہوں کہ یہ تینوں نام ان پر سجتے تھے- وہ اس خطہ سماوی کے باشندے تھے جہاں جنون اور عشق اور فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی سرحدیں ملتی ہیں- لیکن اک ذرا ٹھہرو اور سوچو کہ یہ مقام انہوں نے کیسے حاصل کیا اور یہ قوت انہوں نے کہاں سے پائی- بلاشبہ یہ کرشمہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ہی کا تو تھا مومنوں نے آنحضورؐ کو ہر حال میں' ہر آزمائش میں ہمیشہ سچا پایا تھا- اور جانتے تھے کہ آپؐ کی صداقت ایک لازوال اور اٹل حقیقت ہے جو سورج سے بڑھ کر روشن اور یقینی ہے- بھلا کبھی راتوں نے بھی سورج کے وجود کو مشکوک کیا ہے؟ یا سیاہ بادلوں تلے لائے ہوئے گھپ اندھیروں نے بھی کبھی مہر تاباں کے بارہ میں وسوسے پیدا کئے ہیں-

پس درحقیقت صحابہؓ کا غیر متزلزل ایمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال صداقت کا ہی ایک پرتو تھا جس کی ضوپاشی ان کے دلوں سے منعکس ہو کر ہمیں ان کے نور ایمانی کی صورت میں نظر آتی ہے- لاریب آپؐ کی صداقت ہی توانائی کا وہ ابدی سرچشمہ تھی جس

سے صحابہؓ کے ایمان زندگی کی قوت پا رہے تھے۔ پس اے سچائی کے شہزادے تجھ پر سلام اے صادقوں کے قافلہ سالار تجھ پر درود۔ تجھ سا نہ کوئی تھا' نہ ہے' نہ ہوگا۔

محاصرہ کا دور

محاصرہ کے ساتھ ساتھ جوں جوں غزوہ احزاب کی تلخیاں بڑھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں بھی اسی نسبت سے بڑھنے لگیں۔ دن اور رات کوئی لمحہ بھی مسلمانوں پر چین اور سکون کا نہیں آتا تھا۔ دو تین میل لمبی خندق پر کسی وقت کسی جگہ بھی دشمنوں کے تازہ دم دستے باریاں بدل بدل کر حملے کرتے تھے اور مسلمانوں کو ہر وقت چاق و چوبند ان سے حفاظت پر مامور رہنا پڑتا تھا اور ہر خطرے کے وقت وہ آنحضورؐ کی طرف دوڑتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت ان کی نگرانی فرماتے' ان کو ہدایات دیتے' ان کی ڈھارس بندھاتے۔ تمام اطلاعات اور تمام ہدایات کا مرکز آپؐ کی ذات تھی۔ پس دوسرے صحابہؓ کو تو کچھ آرام کا وقت میسر آ بھی جاتا مگر آپؐ کا دل تو ساری سرحد پر صحابہؓ کی ہر ٹولی کے ساتھ اٹکا ہوا تھا۔ خطرہ جگہیں بدلتا ہوا صحابہؓ کی جس ٹولی کے سر پر بھی منڈلاتا دن ہو یا رات آپؐ اس سے براہ راست متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ ہر چند کہ آپؐ کی روح ذکر الٰہی میں مستغرق۔ یار یگانہ میں نہاں در نہاں۔ انسانی دست برد سے محفوظ ایک اور ہی عالم میں بستی تھی۔ لیکن جسم تو بہر حال تقاضائے بشریت سے مجبور تھا اور ہر دکھ اور تکلیف کو اسی طرح محسوس کرتا تھا جیسے دوسرے انسانوں کے جسم بلکہ سب دوسروں سے بڑھ کر حساس تھا اس لئے میں سوچتا ہوں کہ ان دنوں کی تلخیاں آپؐ نے کس مافوق البشر حوصلے اور مافوق البشر صبر کے ساتھ برداشت کیں کہ صبر ایوبی آپؐ کے صبر کے سامنے پھیکا دکھائی دیتا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ جب شدید بھوک اور سخت سردی اور دن رات کی تھکن آپؐ کے بدن کی نس نس کو ستاتی تھی تو آپؐ کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ میں سوچتا ہوں کہ جب نیند کی پیاسی آنکھیں حد برداشت سے بڑھ کر بوجھل ہو جاتی تھیں تو آپؐ کس آہنی عزم کے ساتھ پلکوں کو چومتی ہوئی نیند کو جھٹک دیا کرتے تھے۔ آپؐ کی ذات وصفات کے بارہ میں قرآن کریم کی یہ گواہی کیسی سچی لیکن دردناک ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے آپ اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کرنے والے تھے۔

مصائب کی ان طویل گھڑیوں میں آپؐ کے آرام کے بارہ میں بہت کم ذکر ملتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ اتنا تھک گئے کہ سخت مجبور ہو کر چند لمحوں کے لئے ستانے کو لیٹ گئے۔ ایسے مختصر سے آرام کے اور بھی کئی وقت آئے ہوں گے لیکن مشکل یہ تھی کہ گھڑی گھڑی کی پر خطر خبریں لئے ہوئے صحابہؓ آپؐ کے پاس پہنچ جایا کرتے تھے۔ اور وہ بھی کیا کرتے اور جاتے تو کہاں جاتے چین دل' آرام جاں پاتے تو کہاں پاتے؟ ایک در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو تھا جسے دن رات کھٹکھٹایا جا رہا تھا۔ پس آرام کی چند گھڑیاں بھی دراصل آپؐ کو میسر نہ آتی تھیں۔ لیکن ایک موقعہ پر جب آپؐ کی آنکھ لگی تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہتھیار بند آپؐ کے پہرے پر کھڑے ہو گئے تا کہ کوئی آپؐ کے آرام میں مخل نہ ہونے پائے۔ یہ بھی ایک عجیب نظارہ تھا۔ مائیں بچوں کے لئے جاگا کرتی ہیں۔ شاید کبھی ایسا بھی واقعہ گزرا ہو کہ کوئی ماں اپنے بیمار بچے کے لئے اتنا جاگی ہو اتنا جاگی ہو کہ آخر سخت مجبور ہو کر اس کا سر تکیہ پر ڈھلک جائے اور بیمار بچہ اس کی حفاظت کے لئے اٹھ بیٹھے کہ کہیں کوئی نادانی سے شور کر کے اسے جگا نہ دے۔ وہ وقت کچھ اس قسم کا تھا کہ صحابہؓ کی خاطر دن رات جاگنے والا وجود سویا ہوا تھا اور صحابہؓ اس کی نیند کی حفاظت کر رہے تھے۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا آپؐ کے بوجھ بڑھتے رہے اور مشکلات میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ہر چند کہ صحابہؓ کی روحیں مستعد تھیں مگر جسم کمزور تھے اور شب و روز کی محنت شاقہ اور پریشانی نے انہیں اس قدر رنڈ حال کر رکھا تھا کہ دن رات خندق کی نگرانی اور حفاظت کا کام ان کی طاقت سے بڑھتا جا رہا تھا۔ اور طاقت تھی کہ ساعت بساعت گھٹتی چلی جا رہی تھی۔ محاصرہ کے آخری ایام میں تو ایسی راتیں بھی آئیں کہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پر خطر مقامات کی حفاظت کے لئے جانا پڑتا ورنہ وہ جگہیں حفاظت سے خالی رہ جاتیں۔ ایک مرتبہ ایسی ہی ایک رات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھکاوٹ سے چور ہو کر ذرا ستانے کے لئے خیمے میں واپس آئے تو ایک صحابی نے موقع غنیمت جانا اور ہتھیار بند ہو کر آپؐ کے خیمہ کے باہر کھڑے ہو گئے تا کہ چند لمحے حضورؐ کی دربانی کی سعادت حاصل ہو جائے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار تھے اس کی آہٹ سن کر پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں ہوں یا رسول اللہ۔ آپ کے خیمہ کا پہرہ دینے آیا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا پہرہ چھوڑو۔ فلاں مقام پر خندق بغیر نگرانی کے ہے اور اس طرف سے خطرہ پیش آ سکتا ہے اس لئے تم وہاں جا کر نگرانی کرو۔ اس واقعہ سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت تمام حالات سے باخبر رہتے تھے وہاں صحابہؓ کی ناگفتہ بہ حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپؐ کا اس مقام خطر سے واقف ہونے کے باوجود کسی کو وہاں مقرر نہ کرنا ہی بتاتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک مجاہدین اتنے تھک چکے تھے کہ اس وقت ان میں سے کسی کو مقرر فرمانا طاقت سے بڑھ کر تکلیف دینے کے مترادف تھا۔ عین ممکن ہے کہ اس وقت خیمہ کی تنہائی میں آپؐ اسی بارہ میں مصروف دعا ہوں کہ اے میرے آقا! میں تنہا رہا جاتا ہوں خود اپنی طرف سے کوئی مددگار بھیج دے۔ لیکن یہ دعا ان لفظوں میں کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو آپؐ کا رب ہر وقت آپؐ کے حال سے باخبر تھا۔ پس آپؐ کو اس فکر میں غلطاں پا کر کہ خندق کا ایک حصہ حفاظت سے خالی پڑا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مددگار آپؐ کو مہیا فرما دیا۔ یہ امر بھی نظر انداز کرنے کے لائق نہیں کہ اس کمر توڑ دینے والی تھکاوٹ کے وقت اس رضا کار کو کیسے ہمت پڑی کہ از خود آپؐ کے خیمہ کی حفاظت کے لئے حاضر ہو جائے۔ دراصل یہ اسی عشق کا کرشمہ تھا جو دیوانگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا ورنہ کسی فرزانہ کا یہ کام نہ تھا۔

صحابہؓ کی قربانیاں

صحابہؓ پر وہ دن ایسے سخت اور بوجھل تھے کہ تاریخ اسلام میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ وہ جاں نثار جو آنحضورؐ کی ایک جنبش لب پر سو جانیں نچھاور کرنے کو تیار رہا کرتے تھے ان کی لاغری کا اب یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک اہم کام کے لئے صحابہؓ کو آواز دی مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ آپؐ نے نام لے لے کر حذیفہؓ کو بلایا مگر کامل سکوت طاری رہا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تلاش کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچے جہاں حذیفہ لیٹے ہوئے تھے۔ اور پاؤں سے ان کے جسم کو جنبش دے کر فرمایا حذیفہ! اس وقت انہوں نے عرض کی۔ جی! یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم میری آواز نہیں سن رہے تھے جب میں تمہیں بلا رہا تھا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ سن تو رہا تھا لیکن سردی کی شدت اور نقاہت کا یہ عالم تھا کہ جواب دینے کی بھی طاقت نہ تھی۔ یقیناً حد سے بڑھی ہوئی بے بسی اور ناطاقتی ہی مانع ہوگی ورنہ یہ صحابہؓ تو وہ تھے جن کا گزشتہ کردار ہمیں بتاتا ہے کہ جانکنی کی حالت میں بھی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ان کو بلایا گیا تو جان کا آخری قطرہ لبوں تک آ گیا اور سوکھے ہوئے ہونٹوں سے سرگوشی کرتی ہوئی یہ آواز اٹھی کہ میں حاضر ہوں۔

پس خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر صحابہؓ کا خاموش رہ جانا بتا رہا ہے کہ بشری طاقت سے معاملہ تجاوز کر چکا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حذیفہؓ کو ایک اہم مشن پر دشمنوں کے لشکر میں بھیجنا چاہتے تھے۔ آپؐ کے ارشاد پر جس طرح بھی بن پڑا حذیفہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اٹھ تو میں کھڑا ہوا لیکن جان مجھ میں اس وقت پڑی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری لئے دعا کی۔ اس وقت خدا جانے مجھ میں کہاں سے طاقت آ گئی' نہ کمزوری کا احساس باقی نہ رہا نہ سردی کا آزار۔ پس وہ ہلکے پھلکے قدموں سے رواں دواں خندق کو عبور کر کے دشمن کے کیمپ میں جا پہنچے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اسی رات واپس آ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔ اس واقعہ پر غور کرنے سے ہمہ وقت حضورؐ کی بیدار مغزی اور قائدانہ فرائض کی ادائیگی کا بھی پتہ چلتا ہے اور ناقابل بیان جسمانی محنت اور بے مثل عزم و ہمت کا بھی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام محاصرہ کے دوران دشمن نے آپؐ کو کبھی کسی پہلو سے غافل نہ پایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیرت انگیز فراست کا بھی اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دشمن کی خبر لانے کے لئے وہ وقت منتخب کیا جب سارے دن کے مقابلہ کے بعد صحابہؓ اس قدر تھکے ہوئے تھے کہ دشمن کی نظر میں یہ بعید از احتمال تھا کہ ایسے مشکل وقت میں کوئی ان کی خبر لانے کو آ سکتا ہے۔ پس ابوسفیان نے گو رسمی احتیاط تو کی لیکن اس کے باوجود حذیفہؓ ایک انتہائی اہم اور فیصلہ کن خبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ خبر یہ تھی کہ مدینہ کے جنوب مغرب میں بسنے والے یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے مسلمانوں کے ساتھ اپنے عہد و پیمان توڑ کر کفار کے ساتھ شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

دشمن کی سب سے خطرناک چال

اور بنو قریظہ کی غداری

ہجرت مدینہ کے آغاز ہی میں جن یہود قبائل سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صلح اور امن کا معاہدہ ہوا تھا ان میں سے دو قبیلے تو پہلے ہی غداری کر کے اپنے کئے کی سزا پا چکے تھے بس ایک قبیلہ بنو قریظہ ابھی تک کچھ نہ کچھ اپنے عہد و پیمان پر قائم تھا۔ حملہ آور لشکر کے سرداروں نے جب اس قبیلہ کو بھی مسلمانوں سے غداری پر آمادہ کر لیا تو مسلمانوں کی دفاعی صلاحیت کو بظاہر ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ کفار کی طرف سے کامیاب گفت و شنید کا کارنامہ حی بن اخطب نے سرانجام دیا جو اس یہودی قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا جسے عہد شکنی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملہ کرنے کی سازش کے نتیجے میں کچھ عرصہ پہلے مدینہ سے نکال دیا گیا تھا۔ یہ معاہدہ اتنا خطرناک تھا کہ اگر اس پر عملدرآمد ہو جاتا تو خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تقدیر کے سوا کوئی طاقت بھی مسلمانوں کو کلیتہً نیست و نابود ہونے سے بچا نہ سکتی تھی۔ لومڑی کی طرح عیار اور بھیڑیے کی طرح سفاک دشمن کا یہ سب سے کاری وار تھا جو مسلمانوں پر کیا لیکن عمداً مسلمانوں کے عذاب کو لمبا کرنے کی خاطر یا بنو قریظہ کو تیاری کا موقع دینے کے لئے اس معاہدہ پر عملدرآمد کچھ دنوں کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

حالات کے اس نئے رخ نے کفار کو دوہرا فائدہ پہنچایا۔ ایک تو محاصرے کی طوالت ویسے ہی مسلمانوں کی کمزوری میں اضافہ کر رہی تھی دوسرے خندق کی حفاظت کرنے والے مجاہدین کے لئے مسلمان خواتین اور بچوں کی حفاظت کا ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا جو پہلے اس لئے محفوظ سمجھے جا رہے تھے کہ ان کے اور دشمن کے درمیان لشکر اسلام صف آرا تھا جسے کلیتہً پامال کئے بغیر دشمن ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لیکن بنو قریظہ اور مسلمان خواتین کی جائے قیام کے درمیان کوئی روک نہ تھی۔ علاوہ ازیں خود مسلمان لشکر کی پشت بھی بنو قریظہ کی طرف سے غیر محفوظ ہو گئی اور ان کی طرف سے مسلمانوں پر اچانک پشت کی طرف سے حملہ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ پس اس خطرناک صورت حال کے پیش نظر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دستے جن کی تعداد تین صد اور دو صد بیان کی جاتی ہے خندق پر لڑنے والی فوج

سے الگ کر کے ان دونئی ضرورتوں پر مامور فرما دیئے- گویا بارہ سو کی بجائے اب خندق کی حفاظت کرنے والی فوج کی تعداد صرف سات سو رہ گئی-

مسلمانوں پر یہ ایک ایسا ہولناک وقت تھا کہ اس کے تصور سے بھی دل پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے- ایک طرف ہلاکت اور تباہی کی قوتوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا تو دوسری طرف دفاعی طاقت ڈوبتی ہوئی نبضوں کی طرح کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جا رہی تھی- آخر اس بظاہر بے جوڑ اور بے توازن مقابلے کا کیا انجام تھا- آخر کیوں دیکھنے والی آنکھوں نے اس انجام کو نہیں دیکھا جو آہستہ لیکن یقینی اور مضبوط قدموں کے ساتھ ان کی طرف بڑھ رہا تھا-

دیکھا اور ضرور دیکھا لیکن زاویہ نگاہ کے فرق کے ساتھ- دیکھنے والوں کی آنکھیں دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف مستقبل کو قریب تر آتا ہوا دیکھ رہے تھے- قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ان دونوں قسم کی دیکھنے والی آنکھوں کا ذکر ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا ہے- کچھ آنکھیں تو وہ تھیں جو محض ظاہری حالات پر نظر رکھتے ہوئے جو کچھ دیکھ رہی تھیں انہی کے الفاظ میں یہ تھا:-

ترجمہ:- وہ وقت جب دشمن تمہارے اوپر کی طرف سے بھی اور نشیب کی طرف سے بھی تم پر چڑھ آیا تھا اور جب آنکھیں خوف و ہراس سے ٹیڑھی ہو رہی تھیں اور دل دھڑکتے ہوئے حلق تک آ گئے تھے اور تم اللہ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے- اس وقت مومن ایک بڑی آزمائش میں سے گزر رہے تھے- اور شدید زلزلے کے جھٹکوں میں مبتلا کئے گئے- وہ وقت جبکہ منافق اور دلوں کے بیمار یہ کہنے لگے کہ خدا اور رسول نے ہم سے محض ایک جھوٹا وعدہ کیا تھا- اور ایک گروہ ان میں سے یہاں تک کہنے لگا کہ اے مدینہ والو! تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں- پس مرتد ہو جاؤ- اور ایک گروہ ان میں سے یہ کہہ کر نبی سے اجازت مانگنے لگا کہ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں حالانکہ وہ گھر دشمنوں کی زد میں نہ تھے اور محض فرار کا ارادہ کر رہے تھے-

(احزاب آیت 10 تا 14)

اس مہیب دور میں جبکہ دشمن کی بڑھتی ہوئی طاقت کے ساتھ ساتھ دفاع کی ذمہ داریاں بٹ رہی تھیں اور عقب میں پیدا ہونے والے یہودی خطرہ کے علاوہ منافقین اور کمزور ایمان والے کھلم کھلا ساتھ چھوڑنے لگے تھے حقیقتاً مسلمانوں کے پاؤں تلے سے زمین سرکنے کا سا عالم تھا- قرآن کریم نے ان حالات کو شدید زلزلے کا نام دے کر اس تمام کیفیت کو بیان کر دیا جو مومنوں پر گزر رہی تھی- لیکن ایسے خوفناک حالات میں جبکہ گویا زمین تہ و بالا ہو رہی تھی، اوپر سے چھتیں گر رہی تھیں اور نیچے سے زمین پھٹ رہی تھی مومنوں کی آنکھیں جس مستقبل کو قریب تر آتے ہوئے دیکھ رہی تھیں وہ ان حالات کے طبعی اور منطقی نتیجے سے بالکل مختلف تھا- اس وقت ایمان کی بصیرت سے منور آنکھوں نے جو کچھ دیکھا وہ خدا تعالیٰ کی شہادت کے مطابق یہ تھا:-

ترجمہ:- اور جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی (لشکر) ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے بالکل سچ بولا تھا- اور ان کو اس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں اور بھی بڑھایا (کمزور نہیں کیا) ان مومنوں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دیا- پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے) اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا-

(احزاب آیت 23، 24)

وہ وعدہ جسے مومنوں نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا تھا اور ان کے دل پہلے سے بڑھ کر ایمان اور یقین سے بھر گئے وہی وعدہ تھا جس کا وعدہ سورۃ ص میں جو کئی سورتوں میں سے ہے ان الفاظ میں ملتا ہے:-

ایک (غیر متقی) منظم لشکر (کی ہم خبر دیتے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حملہ کرے گا مگر) آخر وہاں سے بھاگ جائے گا- (ص آیت 12)

اور دوسری جگہ سورۃ القمر میں بھی بیان ہوا:-

دشمن کی جمعیت شکست کھا کر پیٹھ پھیرتی ہوئی بھاگ کھڑی ہوگی- (القمر آیت 46)

یہ وہ وقت تھا کہ بے اختیار متی نصر اللہ کی آوازیں مومنوں کے دلوں سے بلند ہو رہی تھیں کہ اے ہمارے آقا! ہم یقین تو رکھتے ہیں کہ تیرے وعدے ضرور پورے ہوں گے اور تیری نصرت ضرور آئے گی لیکن کب آئے گی وہ نصرت کہ اب صبر کی طاقت نہیں رہی-

یہ وہ وقت تھا جب تقدیر الٰہی مستقبل سے پردہ اٹھانے ہی والی تھی اور الا ان نصر اللّٰہ قریب کا وعدہ پورا ہونے کو تھا-

اس دور میں آنحضورؐ کے کردار کو دیکھ کر قرآن کریم کی اس آیت کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے کہ:-

یعنی ہم نے کامل شریعت اور عظیم اخلاقی ذمہ داریوں کی امانت کو زمین و آسمان کے سامنے حتیٰ کہ پہاڑ صفت اور مضبوط ہستیوں کے سامنے بھی رکھا لیکن وہ ڈر گئے اور اس بات پر آمادہ نہ ہوئے کہ اس بوجھ کو اٹھالیں تب انسان کامل یعنی ہمارا بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگے بڑھا اور اس امانت کو اٹھا لیا- یقیناً وہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی خاطر اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا اور اس ظلم کے نتائج سے بے پرواہ اور بے نیاز تھا-

(سورۃ الاحزاب آیت 73)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کردار کی جو تصویر کھینچی ہے وہ آپؐ کے کردار کے ہر پہلو پر ہمہ وقت صادق آتی ہے- آپؐ کی ذمہ داریوں نے سینکڑوں ہولناک بھیس بدلے اور کئی ڈرانے والے لباسوں میں آپؐ کے سامنے آئیں لیکن کبھی آپؐ ان سے ادنیٰ سا بھی خائف نہ ہوئے اور ادائیگی فرض کے ضمن میں آپؐ نے ایسے ایسے بوجھ اٹھا لئے کہ بڑے سے بڑے باحوصلہ اور باہمت کہلانے والے بھی ان کے تصور سے پیچھے ہٹ جاتے-

پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

خدمت دین کرنے والوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی محبت و شفقت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کے ساتھ کس قدر شفقت و محبت کا سلوک فرماتے تھے اس سے ہر فرد جماعت شناسا ہے۔ خاص طور پر وہ احباب جو جماعتی خدمت کی توفیق پاتے تھے ان کے کام کی حوصلہ افزائی اور راہنمائی بھی فرماتے تھے۔ ذیل میں آپ کی شفقت کی چند جھلکیاں پیش ہیں جو آپ نے ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب مرحوم کو خطوط کی صورت میں لکھیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف شدید بیماری کے دوران حضور انور کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا انگریزی ترجمہ کر رہے تھے۔ اور کینسر کے مریض تھے اس کیفیت میں امام کا اپنے ایک غلام کے ساتھ کیسا سلوک اور اظہار محبت اور حوصلہ افزائی کا انداز ہے۔ ملاحظہ ہو "خطوط امام بنام غلام" کتاب مؤلفہ سیدہ نسیم سعید صاحبہ سے چند روح پرور جھلکیاں پیش ہیں۔

ایک خط میں لکھتے ہیں "(دین) کو آج قلمی جہاد کرنے والوں کی شدید ضرورت ہے.......... پس مستشرقین کے تتبع کے لئے جن مصابح کی آسمان احمدیت کو ضرورت ہے اور جن شہب کی تلاش ہے انہیں میں سے ایک آپ بھی ہیں جن کی مری نظروں کو جستجو تھی اور انتظار ہے"۔ ادب سے مزید لگاؤ اس بات سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ خط شروع ہوتا ہے حسرت موہانی کے اس شعر سے:

اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی
ہے مشق سخن جاری، چکی کی مشقت بھی

پھر داد دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "حسرت سے دیکھتا رہا کہ بیماری اور ایسی اذیت ناک بیماری کی حالت میں بھی تحریر کی روانی اور سلاست کا یہ عالم ہے تو صحت کے عالم میں یہ تحریر کیا کیا جولانیاں نہ دکھاتی ہوگی" ڈاکٹر صاحب کی تحریر قابل تعریف سہی لیکن تعریف کرنے والے کی تحریر کی روانی اور سلاست بھی قابل داد ہے۔

محبت حضور کے ہر خط سے ٹپک رہی ہے۔ ہر خط شروع ہی ہوتا ہے "پیارے برادرم مکرم" سے۔ اب ملاحظہ کیجئے آقا کی اپنے پیروکار کے لئے دلی تڑپ اور اس کے زیر اثر کی گئی سوز و گداز سے دعا۔ لکھتے ہیں۔ "آپ کے لئے نہایت عاجزانہ، فقیرانہ دعاؤں کی توفیق ملی اور ایک وقت ایسا آیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا میں رحمت باری سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ یہ قبولیت کا نشان تھا۔ (120) اور یہ مضطربانہ انداز میں کی گئی دعا شرف قبولیت پا گئی کیونکہ سید برکات احمد صاحب جنہیں ڈاکٹروں نے کینسر کا مریض قرار دے کر محض 4-6 ہفتے کا مہمان قرار دیا تھا۔ وہ اس دعا کے بعد چار سال تک جماعت کی خدمت اپنی خوبصورت تحریروں سے کرتے رہے۔

داد دینے میں آقا نہ صرف فراخدلی سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ داد ہی داد میں اپنی تحریر میں ایسے موتی بھی پروتے ہیں کہ داد کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور اس کا اثر دو چند۔ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں "جتنی مجھے آپ کی بیماری کی فکر ہے اور جس طرح روزانہ عاجزانہ دعا کرتا ہوں اگر اس باقاعدگی سے عیادت کے خط لکھنے کی توفیق پاتا تو خطوں کا ایک انبار آپ کے پاس لگ جاتا۔ آپ کے خطوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کی خاموش، پر وقار سطح کے نیچے علم و ادب، شعریت اور نغمگی اور لطافتوں کا ایک بحر ذخار موجزن ہے جس میں موتی اور مونگے اور انواع و اقسام کے معدنیاتی خزائن سطحی نظروں سے اوجھل پڑے ہیں۔ ہے تو یہ میٹھے پانی کا سمندر لیکن سیل حوادث نے اس میں کچھ تلخی کی آمیزش کر دی ہے۔" (124) کتنی خوبصورت تحریر مگر پھر اس کو مزین کیا ہے ایک خوبصورت شعر سے جس سے ادبیانہ رنگ مزید نکھر آتا ہے۔ حضور لکھتے ہیں: "جو شعر میرے ذہن میں آیا وہ یہ ہے۔

چشم حزیں کے پار ادھر، درد نہاں کی جھیل پر
کھلتے ہیں کیوں کسے خبر، حسرتوں کے کنول پڑے

حضور ایک اچھے ادیب کی حوصلہ افزائی بھی اور

تعریف بھی بڑے بھرپور اور اسی ادیبانہ انداز میں کرتے ہیں۔ برکات احمد صاحب کو لکھتے ہیں۔ "آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں پر آپ کو قدرت نصیب ہوئی ہے۔ اور آپ کا قلم یکساں دونوں زبانوں میں فصاحت و بلاغت کے گل کھلاتا اور رنگ و بو بکھیرتا ہے" (129)

ایک اور خط کا ادیبانہ انداز ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں۔ "آپ کی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے جو ذوق سلیم بخشا ہے وہ الفاظ کے پھولوں کو رنگ و بو عطا کرتا ہے اور زندگی کا افسوں پھونکتا ہے" (131)

شاباش کا ایک اور خوبصورت انداز دیکھئے۔ تحریر فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عقل کی خلعت پہنائی اور حسن کلام اور حسن تحریر سے نوازا ہے۔ جس پر یہ انکسار اور یہ عاجزی ماشاء اللہ چشم بددور، حسن پر حسن کی ملمع کاریاں"

کتنا مہربان، کتنا ہمدرد، کتنا رقیق القلب، کتنا محبت کرنے والا آقا۔ اس کی ایک جھلک اس خط میں ملاحظہ کیجئے۔ "آپ کا بہت دردناک خط ملا جس نے آپ کے جسم کے درد کو میرے دل میں منتقل کر دیا۔ بڑی بے بسی کے عالم میں مضطرانہ دعا کی۔ اب تو انسانی بساط سے معاملہ نکل کر اعجاز الٰہی کی بادشاہت میں داخل ہو چکا ہے۔ اللہ آپ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی اور دل شاد فرمائے اور صحت و عافیت والی طمانیت اور تسکین قلب سے متمتع کار آمد زندگی عطا فرمائے"۔ اسی تڑپ اور دلی کیفیت کو دوسرے خط میں یوں بیان کرتے ہیں "مجھے آپ کی مرض کی شدت کا احساس ہے۔ سوچ کے تکلیف محسوس ہونے لگتی ہے اور دل رقت سے بھر جاتا ہے آنکھیں نمناک ہونے لگتی ہیں" اسی اپنائیت اور فکر کا اظہار تیسرے خط میں یوں کرتے ہیں: "میں آپ کی صحت کے بارہ میں بڑا فکر مند ہوں۔ اور درد دل سے اپنے اللہ کے حضور آپ کی زندگی مانگ رہا ہوں۔ تہجد میں بلا ناغہ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں" شاید کوئی قریبی عزیز بھی اپنے اللہ کے حضور اس سوز اور درد سے دعا نہ کرتا ہو جتنا کہ یہ مہربان آقا کر رہا ہے۔ کتنی محبت، کتنی اپنائیت، کتنا دلی درد نہاں ہے ان کلمات میں جو آپ کی قلبی کیفیت کی عکاسی کر رہے ہیں۔

مزید ملاحظہ کیجئے اس شفیق آقا کی اپنائیت کے اظہار کو۔ لکھتے ہیں: "آپ کی صحت کے بارہ میں بہت پریشانی ہے اور آپ کی تکلیف کے پردرد احساس میں مبتلا ہوں۔ بار بار عجز کے ساتھ، بصد منت دعا کی ہے۔ مگر اب تو دل چاہتا ہے کہ وہ درویشی کی ترنگ نصیب ہو کہ میں خدا پر قسم کھا جاؤں کہ وہ آپ کو ضرور اچھا کر دے گا"

اپنے پیارے مرید کے لئے کتنے بے چین، کتنے بے قرار اور کس حد تک جانے کے لئے تیار۔ کتنی محبت کرنے والا آقا۔ اور جسے ایسا آقا نصیب ہو یقیناً اس کے نصیب جاگ اٹھے۔

آقا کا تعریف کرنے کا ایک اور انداز دیکھئے۔ لکھتے ہیں: "جہاں تک فصاحت و بلاغت اور فکر و نظر کی بلند پروازی ہے آپ کے خط سے ثابت ہوا کہ کینسر کو یہ توفیق نہیں ہے کہ وہ انہیں اپنی دراز دستیوں کا نشانہ بنا سکے" داد بھی، ہمت افزائی بھی، اور خوبصورت انداز بیان بھی۔

تعریف کا ایک اور پیارا انداز اور ادب کا ایک شہ پارہ ملاحظہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں: "ایک لمبی تکلیف دہ، پرعذاب بیماری نے آپ کے دل کے چمن کے بہت سے پھول کملا دیے۔ لیکن فصاحت و بلاغت اور ادب و لطافت کی شاخ نہال ہری بھری رہی۔ آپ کا قلم اب بھی موج خرام ناز کی طرح چلتے ہوئے گل کترتا ہے۔ اللہ آپ کے علم کو اور بھی جلا بخشے اور قلبی صلاحیتوں کو پہلے سے بڑھ کر جلوہ آرائی کی توفیق بخشے" (153)

اپنے عقیدتمندوں سے اس مشفق آقا کا تعلق ملاحظہ کیجئے کہ افریقہ کے دورے کی مصروفیات کے باوجود اپنے تکلیف میں مبتلا مرید کو نہیں بھولے۔ فرماتے ہیں "آپ کے کئی چند حرفی خط ملے جن کے کوزوں میں درد کے دریا بند ہیں۔ یہ گمان نہ کریں کہ مجھے آپ کی تکلیف کا احساس نہیں یا دعا سے غافل ہوں۔ افریقہ کے دورہ میں شدید مصروفیت کے ایام میں بھی آپ کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔ بلکہ ایک دن مجھے خیال آیا کہ غالب ہم دونوں کے درمیان اس طرح بھی سانجھا ہے کہ اس کے ایک شعر کا پہلا مصرعہ کسی حد تک آپ پر اور دوسرا مجھ پر صادق آتا ہے۔ آپ "رہین ستم" ہیں تو میں آپ کے "خیال سے غافل نہیں" (155) ایک دلاسہ اور وہ بھی ادیبانہ انداز میں۔

اس قادر الکلام آقا کا ایک اور انداز تحریر ملاحظہ کیجئے۔ دوسرے کی تعریف بھی مقصود ہے اور ان کے کام کو سراہنا بھی۔ مگر تعریف کرنے والے کا انداز تحریر بھی دیکھئے۔ کتنا خوبصورت، کتنا شگفتہ، کتنا ادیبانہ بلکہ شاعرانہ۔ آپ لکھتے ہیں۔ "آپ کا خط پڑھتے پڑھتے دل شوریدۂ غالب طلسم پیچ و تاب کے بارہ میں کچھ اندازہ ہوا۔ کہ غالب کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ اگر کسی اور دل پر وہ گزرتی تو شاید وہ کیفیت پردۂ راز میں ہی رہتی مگر غالب نے پردۂ راز کو پردۂ ساز میں بدل دیا۔

پہلے تو احساس ندامت بہت ہوا کہ میں نے کیوں نادانستہ آپ کا دل دکھایا پھر خط کے بے پناہ حسن نے توجہ کو جذب کر لیا۔ یہ خط کیا ہے طلسمات کا ایک مرقع، ایک فسانۂ عجائب، ایک فنکار کا سراپا لئے ہوئے۔ ایک آئینہ بھی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کبھی کسی اور خط میں بھی آپ کی شخصیت اس آن بان کے ساتھ کاغذی پیرہن میں ملبوس ہوئی ہو کہ یوں لگے جیسے پیکر تصویر خود فریادی بن کر چلا آیا ہے۔

آپ کا ہر خط فصیح و بلیغ اور بہت مہذب ہوتا ہے۔ زبان کی شستگی اور طرز تحریر کی شائستگی ایک ایسے اعلیٰ پائے کے ادیب کی غماز ہوتی ہیں جس نے اپنی خداداد فکری و قلبی صلاحیتوں کو برسوں مانجھا اور صیقل کیا ہو اور بڑی قدردانی کے ساتھ سر آنکھوں پر بٹھائے۔ سینے سے لگائے لگائے پھرا ہو۔ لیکن آپ کا یہ خط تو گزشتہ خطوں پر بازی لے گیا ہے۔ آپ لفظوں ہی کے نہیں معانی کے بھی "مداری" نکلے اور مشہودات پر ہی نہیں، محسوسات پر بھی میں نے آپ کے قلم کا جادو چلتے دیکھا۔ پہلے بھی آپ کے سب خط سنبھال رکھے تھے۔ اسے تو ان کے بیچ میں سجا کر رکھوں گا" کتنی قدردانی! کتنا پیار! کیا خوبصورت تعریف جس میں ادب کی چاشنی بھی، اپنائیت بھی اور محبت بھی۔ ایک ہمدرد، شفیق، مہربان، غمگسار آقا کی تحریریں جو جاں بخش بھی ہیں اور دلنواز بھی۔

حمیدہ شاہدہ صاحبہ

مکرم صوبیدار سراج الدین صاحب مولوی فاضل

میرے پیارے والد گرامی جن کا بچپن حضرت مصلح موعود کی دعاؤں کے سائے تلے قادیان میں گزرا۔ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت میاں مہر الدین کے بیٹے تھے۔ (ان کی بیعت 1906ء کی ہے) پانچ ہزاری مجاہدین تحریک جدید میں شامل تھے۔ آپ کی ساری زندگی معجزانہ نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے بھری ہوئی تھی۔ ہماری والدہ صادقہ ثریا صاحبہ جو 1983ء میں فوت ہوئیں ان کے بعد 19 سال وہ ہمارے لئے ماں اور باپ بن کر رہے اور اسوہ رسولؐ کے مطابق انہوں نے ہم سے بے پناہ محبت اور شفقت کا سلوک فرمایا کبھی زندگی میں ایک لمحہ تکلیف کا ہمیں ان کی طرف سے نہیں ملا۔ ہر وقت رحم، احسان، خدمت محبت، بے لوث پیار۔ کیسے کیسے حالات اپنے سینے پر برداشت کئے۔ مگر ہمارے ساتھ ہمیشہ مسکرا کے بات کی اور ہمیں ہمیشہ کہا کہ اللہ کا فضل ہے۔ انتہائی متوکل، صابر و شاکر۔ نہ دنیا کی طمع نہ کوئی لالچ بس ایک خدا پر نظر تھی۔ یہی دولت تھی جو انہوں نے اپنے خلفاء سے پائی تھی۔ اور ان کی زندگی میں خون کی لہروں کے ساتھ مضبوط ایمان دوڑتا ہر وقت نظر آتا تھا۔

حضرت مصلح موعود اور اہل قادیان سے بہت زیادہ محبت بلکہ عشق تھا۔ ان کا نام آتے ہی ان کی بے چینی اور بے قراری جو میں نے دیکھی وہ میرا دل ہی جانتا ہے۔ کہ کیسے ابا جان کی آنکھیں پرنم اور بات منہ سے نکلتی نہ تھی پھر ٹھہر ٹھہر کر ضبط کر کے بات بیان کرتے تھے۔ میرے پیارے ابا جان نے ایک واقعہ اپنا ہاتھ سے لکھ کر دیا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

قادیان میں "جامعہ احمدیہ کا امتحان دینے کے بعد روزگار کی تلاش میں تھا ایک دوست مستری خواجہ عبدالرحمٰن مرحوم دفتر الفضل میں کارکن تھے اور میرے محلہ میں تھے انہوں نے اپنے ایک دوست کیپٹن شیر محمد صاحب کو جو فوج میں تھے۔ ان کو لکھا کہ میرے دوست کو فوج میں بھرتی کروا دو۔ وہ پشاور سے لاہور تشریف لائے مجھے بھرتی کروانے کے لئے چنانچہ مجھے انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔ اس وقت احرار کی مخالفت کا زور تھا۔ حضرت مصلح موعود نے نوجوانوں کو زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو میں نے زندگی وقف کر دی۔ میں نے ایک ماہ کام کیا۔ اسی دوران گورنمنٹ کی چٹھی آئی کہ انٹرویو کے لئے لاہور آؤ۔ میں نے وہ چٹھی حضور کی خدمت میں بھیجی اور لکھا کہ میں زندگی وقف کر چکا ہوں اور چٹھی گورنمنٹ کی طرف سے آئی ہے۔ میرا کوئی اختیار نہیں۔ حضور اس کو پھاڑ کر پھینک دیں صرف اطلاعاً عرض ہے۔ حضور جیسا بھی حکم فرماویں۔ میرا کوئی اختیار نہیں۔ حضور نے فرمایا "آپ چلے جاویں ہمارا کام جماعت سے بے کاری کو دور کرنا ہے۔ آپ کے لئے بہتر ہوگا۔" چنانچہ میں لاہور چلا گیا۔ بھرتی میں میڈیکل میں فیل ہو گیا۔ تو ڈاکٹر محمد رمضان صاحب جو اس وقت لاہور چھاؤنی کے ہسپتال میں تھے انہوں نے مدد فرمائی۔

ہندو میری ترقی میں بہت دیر تک رکاوٹ بنے رہے۔ حضور کو خط لکھتا رہا۔ ایک روز اللہ تعالیٰ نے رویا دکھائی۔

خواب میں اپنے آپ کو بیت مبارک میں دیکھا اور یہ کہ حضرت مولوی (سید) سرور شاہ صاحب کے ہاتھ میں ایک فارم سا ہے۔ ہم آپ کے سامنے چار پانچ آدمی ہیں۔ وہ اس فارم کو پڑھ رہے ہیں اور کہتے ہیں۔ "کہ خدا کی قسم ایک ماہ کے بعد"

میرے ساتھ دو ہندو حوالدار سوئے ہوئے تھے سحری کے وقت۔ میں نے ان کو جگایا اور ان کی نوٹ بکوں پر لکھوایا کہ آج سولہ تاریخ ہے اگلے ماہ کی 16 تاریخ کے اندر اندر میں کندھے پر سٹار لگاؤں گا۔ زمین ٹل جائے آسمان ٹل جائے مگر 16 تاریخ تک ضرور سٹار لگاؤں گا۔ اور یہ دین حق کی صداقت کا نشان ہے۔ ہیڈ کوارٹر جاپان جا چکا تھا۔ ادھر سے بذریعہ وائرلیس 12 تاریخ کو خبر آئی کہ آپ کو V.C.O بنا دیا گیا ہے۔

نیز حضرت مصلح موعود کا فرمان "جاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا (انشاء اللہ) پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جنہوں نے میری مدد فرمائی ہمیشہ بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین" اسی پر اکتفاء کرتی ہوں۔

پیاروں کے سہارے

کیا سوچ کے دنیا سے کوئی دل کو لگائے
چھن جائیں جہاں پل میں سہاروں کے سہارے

ہے کتنی گراں بار یہ پیاروں کی جدائی
جانے وہی جیتا تھا جو پیاروں کے سہارے

یہ دور خزاں کتنا ستم کوش ہے ان پر
رہتے تھے چمن میں جو بہاروں کے سہارے

پھر بجھ گئے آشاؤں کے وہ دیپ اچانک
دل میں کئے روشن تھے جو پیاروں کے سہارے

پھر ٹوٹ کے بکھرے ہیں تمناؤں کی صورت
وہ پھول جو دلشاد تھے ہاروں کے سہارے

یہ داغِ جدائی ہے کہ پیغام اجل ہے
زندہ کوئی رہتا ہے مزاروں کے سہارے

اُن اشکوں سے کیوں نہ ہو نسیمؔ ان کو محبت
جو اشک ہیں اب، ہجر کے ماروں کے سہارے

محمد افتخار احمد نسیمؔ

پیارے حضور

مُطمئن نفس بن کے پیارے حضور
ہم سے رخصت ہوئے ہمارے حضور
دل ہمارے تھے رنج و غم سے چُور
پا کے مسرور کو ہوئے مسرور

ڈاکٹر حنیف احمد قمر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات امیر / صدر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

آل ربوہ بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

ایوان محمود سپورٹس کلب ربوہ کے زیر انتظام مورخہ 30 اپریل تا 4 مئی 2003ء آل ربوہ بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا گیا۔ کھلاڑیوں کو دو گروپس سینئر و جونیئر میں تقسیم کیا گیا اور سنگل و ڈبل کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ مورخہ 4 مئی کو اختتامی تقریب ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ اس موقع پر فائنلز کھیلے گئے۔ تلاوت کے بعد مکرم شمیم پرویز صاحب نے رپورٹ پیش کی کہ ٹورنامنٹ میں کل 42 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی نے انعامات تقسیم کئے۔ مکرم فہیم احمد عمر دارالرحمت غربی ٹورنامنٹ کے چیمپئن قرار پائے۔

نکاح وشادی

مکرم راجہ منیر احمد صاحب ڈی ایس پی ٹریفک اسلام آباد لکھتے ہیں کہ خاکسار کے بھانجے مکرم محمد شعیب زیب صاحب ولد مکرم عالم زیب صاحب آف لندن کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ سمیعہ واسع صاحبہ بنت مکرم عبدالواسع ناگی صاحب آف اسلام آباد مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع اسلام آباد نے مورخہ 11۔اپریل 2003ء جمعہ کے روز بیت الذکر اسلام آباد میں 6 لاکھ روپے حق مہر پر کیا۔ رخصتی مورخہ 19۔اپریل کو اسلام آباد ہوٹل میں عمل میں آئی۔ جبکہ اگلے روز خاکسار نے ولیمہ کا انتظام میریٹ ہوٹل میں کر رکھا تھا۔ اس موقع پر مکرم مربی صاحب موصوف نے دعا کروائی۔ مکرمہ سمیعہ واسع صاحبہ کا تعلق مکرم حاجی محمد موسیٰ صاحب آف نیلا گنبد لاہور، رفیق حضرت مسیح موعود کی فیملی سے ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے خیر و برکت کا موجب اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ولادت

مکرم شیخ احسان اللہ حیدر صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد کبیر والا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 6۔اپریل 2003ء کو پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ نومولود تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ بچے کا نام احمد شاہ جہاں رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم شیخ رفیق احمد صاحب صدر جماعت کبیر والا کا پوتا ہے اور مکرم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت چکوال شہر کا نواسہ ہے۔ نیز مکرم ملک محمود احمد خان صاحب معلم وقف جدید کا بھانجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ شعبہ رشتہ ناطہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے سسر مکرم باؤ برکت علی صاحب ساکن میانہ پورہ گرین وڈ سٹریٹ سیالکوٹ شہر مورخہ 28۔اپریل 2003ء کی رات 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ حضرت چوہدری نظام دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے تھے۔ مورخہ 29۔اپریل بعد نماز مغرب بیت المہدی میں مکرم مقصود احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی عام قبرستان میں تدفین مکمل ہونے پر مکرم قاری محمد عاشق صاحب نے دعا کرائی۔ مرحوم ایک عرصہ تک اپنے حلقہ سالو گجر سیالکوٹ کے صدر بھی رہے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ مکرمہ کشور سلطانہ صاحبہ زوجہ چوہدری محمد افضل صاحب کراچی، مکرمہ رخسانہ صاحبہ زوجہ مکرم منیر احمد صاحب عابد جرمنی اور مکرمہ شاہین طارق صاحبہ خاکسار کی اہلیہ ہیں۔ بیٹوں میں سے مکرم چوہدری خالد محمود شارجہ، مکرم طارق صاحب انجینئر کراچی، مکرم چوہدری ندیم احمد صاحب پشاور، اور مکرم انجم تنویر صاحب جرمنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرمہ زاہدہ خانم صاحبہ صدر لجنہ باب الابواب نمبر 1 ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بیٹی مکرمہ رابعہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ مکرم فرحان احمد خان صاحب کو مورخہ 8 / مارچ 2003ء کو کینیڈا میں پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا نام آنوش فرحان عطا فرمایا تھا۔ نومولودہ مکرم بشیر احمد خان صاحب حال مقیم کینیڈا کی پوتی اور مکرم بشارت الرحمان صاحب مرحوم اے وی پی نیشنل بنک کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک خادم دین بنائے اور صحت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔

کامیابی

مکرمہ مبشرہ صدیقہ بنت مکرم محمود علی صاحب فیکٹری ایریا شاہدرہ نے بی ایس سی کے امتحان 2002ء میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج فاروومن کوپر روڈ لاہور میں مجموعی طور پر کالج بھر میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ان کیلئے مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب			
سوموار	12-مئی	زوال آفتاب	12-05
سوموار	12-مئی	غروب آفتاب	6-58
منگل	13-مئی	طلوع فجر	3-38
منگل	13-مئی	طلوع آفتاب	5-11

کشمیر کی تقسیم کا فارمولہ زیر غور نہیں وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ پاک بھارت مذاکرات کے سلسلے میں ہم پر کوئی دباؤ ہے نہ کشمیر کی تقسیم کا کوئی فارمولہ زیر غور ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ صرف دونوں ملکوں کے درمیان مذاکرات کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

نیٹو میں شمولیت پر خوش آمدید امریکی صدر جارج بش نے نیٹو پر زور دیا ہے کہ وہ نئے دور کے ابھرتے ہوئے خطرات سے نمٹنے کیلئے اپنے اندرنی فوجی صلاحیتیں پیدا کرے۔ مشرقی یورپی ممالک کے وزراء خارجہ کے ساتھ وائٹ ہاؤس میں ایک اجلاس کے دوران انہوں نے بلغاریہ، ایسٹونیا، لٹویا، لتھوانیا، رومانیہ، سلواکیہ اور سلوانیہ کو نیٹو میں شمولیت پر خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا یہ ملک اب آزاد ہیں اور نیٹو میں وہ ہمارے ساتھی ہیں۔

پاکستان سے دوستی نہیں ہوسکتی بھارت کے نائب وزیر اعظم ایل کے ایڈوانی نے کہا ہے کہ پاکستان سرحد پار دراندازی اور خطے میں دہشت گردوں کے مبینہ تربیتی کیمپوں کو ختم کرے۔ سرحد پار دہشت گردی کے خاتمہ تک پاکستان سے دوستی نہیں ہو سکتی۔

ایل ایف او مذاکرات پر چھٹا دور ختم حکومت اور اپوزیشن کے درمیان متنازع سیاسی امور پر مذاکرات کا چھٹا دور مکمل ہوگیا۔ اجلاس میں آئین کے آرٹیکل (7) 41 پر تجاویز پیش کی گئیں۔ جو صدر کے عہدہ اور منصب سے متعلق ہیں۔

آرمیٹج پاکستان اور بھارت کو قریب لانے کیلئے گئے ہیں وائٹ ہاؤس کے پریس سیکرٹری اری فلیشر نے کہا ہے کہ نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج پاکستان اور بھارت کو قریب لانے کیلئے جنوبی ایشیا گئے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ بہت امید افزا امر ہے پاکستان اور بھارت دونوں نے جو اہم پیش قدمی کی ہے صدر بش اسے سراہتے ہیں۔

بھرتی کی پالیسی برقرار رکھنے کا فیصلہ پنجاب کابینہ نے اپنے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ صوبے میں مختلف آسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کی پالیسی برقرار رہے گی۔ اس موقع پر کابینہ کو بتایا گیا کہ حکومت نے بھرتی کے مقاصد کیلئے کمیشن سے کوئی آسامی واپس نہیں لی اور نہ ہی وہ آئندہ کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

ضلعی حکومتیں ایل ایف او کی حمایت میں مہم چلائیں گی باوثوق ذرائع کے مطابق ضلعی حکومتوں نے صدر کی وردی اور ایل ایف او کی حمایت میں باقاعدہ عوامی سطح پر مہم چلانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ حکمت عملی تیار کی جارہی ہے۔

نواز بے نظیر کو اعتماد میں لینا ضروری نہیں وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کو پاک بھارت مذاکرات کے سلسلے میں اعتماد میں لینے کی ضرورت نہیں۔ دونوں نے اپنے اپنے دور حکومت میں کشمیر کاز کیلئے کیا کیا ہے جس پر انہیں اعتماد میں لیا جائے۔

کانگو میں طیارے کو حادثہ 200 ہلاک جمہوریہ کانگو میں دوران پرواز طیارے کے حادثے کے نتیجے میں 200۔افراد ہلاک ہو گئے۔ روسی ساخت کا طیارہ 7000 فٹ کی بلندی پر پرواز کررہا تھا کہ اس کا دروازہ اچانک کھل جانے کے باعث طیارے میں سوار تمام مسافر ہوا کے دباؤ کے تحت باہر جا گرے۔

بھارت نے آسترا میزائل کا تجربہ کرلیا امریکی نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج کی جنوبی ایشیا آمد کے موقع پر بھارت نے فضا سے فضا میں 40 کلومیٹر تک مار کرنے والے ''آسترا'' میزائل کا تجربہ کیا ہے۔ بھارت کے دفاعی تحقیق کے قومی ادارے (ڈی آر ڈی او) سے وابستہ سائنسدانوں نے میزائل کا تجربہ جنوبی بھارت میں بالاسور سے 15 کلومیٹر دور کیا۔

ضرورت سٹاف
فون 213944
لیڈی سٹاف کی ضرورت ہے۔ صدر لجنہ اماء اللہ کی تصدیق کے ساتھ درخواست کے ہمراہ تشریف لائیں
مریم میڈیکل سنٹر یادگار چوک ربوہ

فریزر فراسٹ اینڈ ڈائرکٹ کول کی ریپئرنگ اینڈ ڈینٹنگ پینٹنگ کا کامیاب اور بہتر ادارہ
کچا بازار۔ دارالرحمت وسطی ربوہ فون 211152

فوری ضرورت
دو سائنس ٹیچرز فون 04364-210813
تعلیمی قابلیت بی۔ ایس۔ سی ترجیحاً زوآلوجی۔ باٹنی
سہولت۔ کھانا اور رہائش بذمہ ادارہ صدر صاحب یا مقامی امیر کی تصدیق کے ساتھ رابطہ کریں
منجانب: پرنسپل نیو ملینیم اسکالرز چونڈہ سیالکوٹ

ناصر نایاب کلاتھ
کی ایک اور شاندار پیشکش
پردوں کی سلائی مفت کے بعد
اب لان کے سوٹوں کی سلائی بھی مفت
یہ پیشکش صرف 2ماہ کے لئے ہے
گلی نمبر 1 ریلوے روڈ ربوہ فون 04524-213434

6فٹ ڈش اور ڈیجیٹل سیٹلائیٹ رسیور پر MTA کی کرسٹل کلیئر نشریات کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
رابطہ: انعام اللہ
ڈیلر:
ٹیلی ویژن Toshiba, Sony, LG, Panasonic
ریفریجریٹر ڈاؤلینس، ویوز
ڈیپ فریزر ڈاؤلینس، ویوز
سپلٹ یونٹ Mitsubishi, Sabro, LG
ایئر کنڈیشنر ''0'' جنرل، پیل
واشنگ مشین سپر ایشیا، ڈاؤلینس
مائیکروویو اوون ڈاؤلینس، پیل
مزید ورائٹی کے لئے شوروم پر تشریف لائیں
1۔لنک میکلوڈ روڈ نجاب بلڈنگ (پٹیالہ گراؤنڈ) لاہور۔
فون: 7231680-81, 7223204, 7353165

شربت صدر
نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH: 04524-212434, FAX: 213966

ناصر کنڈرگارٹن (رجسٹرڈ)
دارالرحمت وسطی ربوہ
مکمل انگلش میڈیم
نرسری سے پانچویں جماعت تک
محدود تعداد میں داخلہ جاری ہے۔
فون 212981 پرنسپل

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29